



سوال

(117) صحیح حدیث اور درایت؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا یوں کہنا درست ہے کہ فلاں حدیث سنداً تو صحیح ہے مگر متناً ضعیف ہے یا روایتاً صحیح ہے درایتاً ضعیف ہے۔ علم حدیث کی دو (۲) اقسام بعض نصابی کتب، اہم اے اسلامیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، میں لکھی ہوئی ہیں:

۱۔ علم اروایت ۲۔ علم اورایت

کیا یہ تقسیم محدثین کے ہاں معروف ہے یا موجودہ تجدید کی ابتج ہے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگر کوئی حدیث معلول ہونے یا شذوذ کی وجہ سے ضعیف ہو تو یہ کہنا درست ہے کہ فلاں حدیث (بظاہر) سنداً تو صحیح ہے مگر متناً ضعیف ہے۔ کیونکہ یہ روایت علت قادح ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

علت قادح اور معلول ہونے کا فیصلہ صرف محدثین کرام اور علم علل حدیث کے ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔

”بظاہر“ کی قید ہٹا کر کہنا کہ ”فلاں حدیث سنداً صحیح ہے مگر متناً ضعیف ہے یا روایتاً صحیح ہے درایتاً ضعیف ہے۔“ غلط ہے۔ جو حدیث سنداً صحیح ہو، شاذ یا معلول نہ ہو اور محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہو تو وہ ہمیشہ صحیح ہی ہوتی ہے اور اس کا متن بھی ہمیشہ صحیح ہی ہوتا ہے۔ رہا بعض بظاہر صحیح نظر آنے والی سندوں کا معاملہ جن کا متن ضعیف یا وہم ہوتا ہے تو ان کے ضعیف یا وہم ہونے کا ثبوت بذریعہ محدثین اس روایت میں شذوذ اور علت قادح سے ملتا ہے۔

اہل حدیث (محدثین کرام اور ان کے عوام) کا اس پر اجماع ہے کہ صحیح حدیث کے لئے پانچ شرطیں ہیں:

(۱) ہر راوی عادل ہو (۲) ہر راوی ضابط ہو (۳) سند متصل ہو (۴) شاذ نہ ہو (۵) معلول نہ ہو۔

اس پر اہل حدیث کا اجماع ہے۔ دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح مع شرح العراقی (ص ۲۰)



شاذ اور معلول کا تعلق درایت سے ہے۔

تنبیہ:

جس راوی پر بعض محدثین کی جرح ہو اور جمہور محدثین نے اسے ثقہ و صدوق قرار دیا ہو ایسا راوی ضابطہ ہونے میں کمی کی وجہ سے حسن الحدیث ہوتا ہے اور اس کی حدیث حسن لذاتہ ہوتی ہے۔ صحیح اور حسن لذاتہ دونوں حدیثیں حجت ہیں۔ **والحمد للہ**

علم اروایہ کی ایک شاخ علم الدرایہ (معلول اور شاذ ہونے کا علم) ہے۔

جدید دور میں بعض متجددین اور منکرین حدیث کا علم الروایہ کو علیحدہ اور علم الدرایہ کو علیحدہ قرار دے کر صحیح احادیث کو قرآن مجید یا بعض الناس کی عقل و غیرہ کے خلاف سمجھ کر رد کر دینا باطل و مردود ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج 2 ص 299

محدث فتویٰ